(جہاد کی تعریف)

چونکہ جہاد کے مفہوم اور اسکی اصطلاحی اور شرعی تعریف میں ایک طویل عرصہ سے اکثر مسلمان ایک قسم کے تردد اور تذبذب و اضطراب میں پڑے ہیں اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کی تعریف ہو جائے تا کہ اس سلسلہ میں جہاد کی پہچان میں مسلمان غلطی نہ کریں، تو لیجئے سب سے پہلے جہاد کی تعریف خود نبی السیف ﷺ کی مبارک زبان سے سن لیجئے:

پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ! جہاد کیا چیز ہے؟ نبی الملاحم ﷺ نے فرمایا:جہاد یہ ہے کہ تم مقابلہ کے وقت کفار سے لڑو، کہا گیا کہ افضل ترین جہاد کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کا جہاد افضل ترین جہاد ہے جس کا گھوڑا میدان میں کٹ مرے اور خود اس کا خون فوارہ کی طرح گرے.

(مسند الإمام أحمد بن حنبل،ج،٢٨،ح،١٧٠٢٧،ص،٢٥٢،مؤسسة الرسالة)

صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کون سی ہجرت سب سے افضل ہے؟ نبی الملاحم ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ جہاد کی ہجرت سب سے افضل ہے، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ جہاد کیا چیز ہے؟ نبی الملاحم ﷺ نے فرمایا کہ

بوقت مقابلہ کفار سے تیرا لڑنا جہاد ہے جبکہ تم اس میدان میں نہ تو بزدلی دکھاؤ اور نہ خیانت کرو.

(کنز العمال،ج،١،ح،٣٠٥،ص،٧٦،مؤسسة الرسالة،بیروت)

امام ابن حجر العسقلانی رحمة اللہ علیه فرماتے ہیں:

جہاد جیم کے کسرہ کے ساتھ لغت میں محنت و مشقت کے معنی پر ہے اور اصطلاح شرع میں کفار کے خلاف لڑنے میں اپنی پوری طاقت کو استعمال کرنے کا نام جہاد ہے.

(فتح الباری بشرح البخاری،ج،٦،ص،٣،المکتبة السلفية، مصر)

اسی طرح کی تعریف ملا علی قاری رحمة اللہ علیه نے اپنی کتاب مرقات میں بھی لکھی ہے:

اپنی پوری توانائی کو کفار سے لڑنے میں صرف کرنے کا نام جہاد ہے.

(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح،ج،٧،ص،٣١٩،دار الکتب العلمية، بیروت لبنان)

امام راغب اصفہانی رحمة اللہ علیه فرماتے ہیں:

اپنی پوری طاقت کو کفار کے مقابلہ میں صرف کرنے کا نام جہاد ہے.

(المفردات فی غریب القرآن،ص،٢٠٨،دار القلم دمشق بیروت)

یعقوب بن السید علی رحمة اللہ علیه المتوفی ٩٣١ھ فرماتے ہیں:

دین کے دشمنوں کو مغلوب کرنے اور کفار سے لڑنے کا نام جہاد ہے.

(مفاتیح الجنان شرح شرعة الإسلام،ص،٦١٤، المکتبة الحقیقة استنبول،ترکیا)

جہاد کی ان تمام تعریفات میں کفار سے لڑنے کا لفظ موجود ہے لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ جہاد شرعی کو اسی مفہوم میں قبول کریں جس مفہوم کو احادیث اور پھر شارحین حدیث نے پیش کیا ہے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ جہاد کے اس شرعی مفہوم اور اس کے لغوی مفہوم کے درمیان تمیز کریں اور ہر محنت کو جہاد نہ کہیں کیونکہ شرعی احکام کا مدار اس کے شرعی اصطلاحی مفہومات پر ہوتا ہے لغوی مفہومات پر نہیں ہوتا۔ دیکھئے صلوۃ لغت میں دعا کو کہتے ہیں مگر دعا کے معنی پر نہیں بولا جاتا ہے بلکہ اپنے اصطلاحی شرعی مفہوم پر بولا جاتا ہے ہے جو مخصوص ارکان پر مشتمل ایک مخصوص عبادت ہے، اسی طرح زکوۃ لغت میں بڑھوتری اور تزکیہ کے معنی پر ہے مگر اس کا شرعی مفہوم لیا جاتا ہے جو ایک معین مقدار کا مال ہے، صوم لغت میں تھوڑی دیر کیلئے کھانے پینے سے رکنے کو کہا جاتا ہے مگر اس کا الگ شرعی اصطلاحی مفہوم ہے وہی مراد ہوتا ہے، حج لغت میں قصد وارادہ ہے مگر شریعت میں اس کی الگ تعریف ہے اس کی روشنی میں اس کو لیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح لفظ "جہاد" ہے یہ لغت میں محنت و مشقت کے معنی پر ہے مگر اسلام میں اس کو اصطلاحی شرعی مفہوم میں پیش کیا گیا ہے اور سلف وخلف نے اس کو اسی اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے پہچانا ہے ہاں جہاں شریعت نے اس کو مقید کر کے لغوی معنی پر لیا ہے تو وہاں اس قید کی وجہ سے لغوی معنی پر لیا جائے گا لیکن جب یہ لفظ مطلق ذکر ہو جائے تو وہاں اس کا اصطلاحی مفہوم ہی مراد ہوتا ہے۔

افسوس ہے کہ آج ہم نے اس لفظ کو جتنا ہلکا کر دیا ہے اتناہی ہم کفار کی نظروں میں ہلکے ہو گئے

ہم نے کہا مچھر کے خلاف جہاد مکھیوں کے خلاف جہاد، ملیریا کے خلاف جہاد، ناخواندگی اور مہنگائی خلاف جہاد وغیرہ وغیرہ مگر ہمیں یہ توفیق نہ ہوئی کہ ہم یہ کہہ دیں ، امریکہ کے خلاف جہاد، اسرائیل کے خلاف جہاد،برطانیہ اور بھارت کے خلاف جہاد، روس اور چین کے خلاف جہاد ، کفر و زندقہ کے خلاف جہاد، اس طرح پسپائی اور شکست خوردگی کا نظریہ اپنا کر عالم کفر ہم پر شیر ہو گیا اور ان کے دلوں سے ہمارا رعب اٹھ گیا، جہاد مقدس اور دوسرے نیک اعمال کو چھوڑ کر ہم کفار کیلئے تر لقمہ بن گئے اور وہ جب بھی اور جہاں بھی ہمیں ہڑپ کرنا چاہتا ہے ہڑپ کر لیتا ہے۔ اپنے اسلاف صحابہ کرام کو دیکھئے ان کے سامنے جب جہاد کا لفظ آتا تھا تو کیا یہ اعتکاف کی طرف دوڑتے تھے؟ نماز کی طرف چلتے تھے؟ تلاوت کی طرف بڑھتے تھے ؟ یا دوسرے ذکر و فکر اور علم کے حلقوں کی طرف تشریف لے جاتے تھے؟ یا جہاد کے اعلان کے وقت یہ حضرات ہتھیاروں کی طرف رُخ فرماتے تھے؟ جنگی ساز و سامان کی طرف چل پڑتے تھے ؟ آپ خود فیصلہ کریں کہ جب احد یا خندق کے جہاد کا اعلان ہوا تھا تو صحابہ کرام نے اس سے کیا سمجھا تھا اور پھر کس طرح عمل کیا تھا؟ خدارا جو نقشہ اسلام نے پیش کیا ہے کم از کم اس کو برقرار رہنے دیجئے۔

نبی الملاحم ﷺ انکے مبارک فرامین اور اعلانات کو کتابوں میں پڑھئے یہ عظیم رسول ﷺ جب اپنے ساتھیوں کے سامنے جہاد کا اعلان فرماتے تھے تو پھر ان سے کیا توقع رکھتے تھے، آیا یہ ارادہ ہوتا تھا کہ روزہ نماز ذکر و فکر تعلیم وتعلم اور چلہ کی طرف صحابہ یہ کرام متوجہ ہو جائیں یا یہ ارادہ ہوتا تھا کہ اسلحہ زیب تن کر کے سواری کا انتظام کریں اور فوراً دشمن کے مقابلے کیلئے میدان میں نکل جائیں؟

اگر یہ ارادہ نہ ہوتا تو پھر اعلان جہاد کے بعد کفار کے مقابلہ کیلئے نہ نکلنے والوں کی سرزنش کیوں ہوئی ان سے باز پرس کیوں ہوئی اور بعض دفعہ ان سے مکمل بائیکاٹ کیوں کیا گیا ؟ خلاصہ یہ کہ لفظ جہاد فی سبیل اللہ سے ہمیں وہی مفہوم لینا چاہئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں دیا ہے اور جو صحابہ کرام اور فقہاء اسلام اور علماء دین نے سمجھا ہے اور پھر امت کو سمجھایا ہے۔

سجاد احمد انصاری